حیلۂ زکوٰۃ

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونگاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

سلسلۂ اشاعت ۲۸۴

سنِ اشاعت ۱۴۲۲ھ سنہ ۲۰۰۱ء

رادع التعسف عن الامام ابی یوسف

(حیلہ زکوٰۃ کے بارے میں امام ابو یوسف پر غیر مقلدین کے اعتراض کا رد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از گونڈہ ملک اودھ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ عبداللہ صاحب مدرس مذکور ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کتاب غفر المبین مؤلفہ محی الدین غیر مقلد میں لکھا ہے کہ جناب قاضی ابو یوسف صاحب آخرِ سال پر اپنا مال اپنی بی بی کے نام ہبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام ہبہ کرا لیا کرتے تھے تاکہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے، یہ بات کسی نے امام ابو حنیفہ صاحب سے نقل کی انھوں نے فرمایا کہ یہ اُن کے فقہ کی جہت سے ہے اور درست فرمایا، چنانچہ اس امر کو ایک عالم صاحب مقلد نے بھی تصدیق کیا بلکہ یہ کہا اس معاملے کو امام بخاری صاحب نے بھی درج کتاب کیا ہے اور بہت نفرت کے ساتھ لکھا ہے اس کی تشریح و توضیح مدلل ارشاد فرمائی جائے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لك الحمد صل وسلم علی سیّد انبیائك و اٰله وصحبه و سائر اصفیائك اسألك حبّك و حبّ

اے اللہ تیرے ہی لیے حمد ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے سربراہ پر صلوٰۃ وسلام، ان کی آل واصحاب اور باقی تمام اصفیاء پر بھی۔ اے اللہ! میں آپ سے آپ کی

احبائك وحسن الادب مع جمیع اولیائك و اعوذبك من غضبك و سخطك و سوء بلائك۔

محبت، آپ کے محبوبوں کی محبت اور آپ کے تمام دوستوں کے ساتھ حسنِ ادب کا سوال کرتا ہوں، اور آپ کے غضب، ناراضگی اور گرفت سے پناہ مانگتا ہوں (ت)

اوّلاً صحیح بخاری شریف میں اوّل تا آخر کہیں اس حکایت کا پتا نہیں کہ امام ابو یوسف اس کے عامل تھے امام اعظم مصدّق ہوئے، امام بخاری نے صرف اس قدر لکھا کہ بعض علماء کے نزدیک اگر کوئی شخص سال تمام سے پہلے مال کو ہلاک کردے یا دے ڈالے یا بیچ کر بدل لے کہ زکوٰۃ واجب نہ ہونے پائے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اور ہلاک کرکے مرجائے تو اس کے مال سے کچھ نہ لیا جائے گا، اور سال تمام سے پہلے اگر زکوٰۃ ادا کردے تو جائز و روا۔ اُن کی عبارت یہ ہے:

وقال بعض الناس فی عشرین ومائة بعیر حقتان فان اھلکھا متعمدا او وھبھا او احتال فیھا فرارا من الزکوٰۃ فلا شئ علیہ[1]

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک سو بیس[120] اونٹوں میں دو[2] حقہ ہیں اور اگر انھیں عمداً ہلاک کردیا یا انھیں کسی کو ہبہ کردیا یا زکوٰۃ سے بھاگنے کے لیے کوئی حیلہ کرلیا تو اب مالک پر زکوٰۃ نہیں ہوگی (ت)

پھر کہا:

وقال بعض الناس فی رجل لہ ابل فخاف ان تجب علیہ الصدقة فباعھا بابل مثلھا او بغنم او ببقر او بدراھم فرارا من الصدقة بیوم و احتیالا فلا شئ علیہ وھو یقول ان زکی ابلہ قبل ان یحول الحول بیوم او بسنة جازت عنہ[2]

بعض لوگوں نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کے پاس اونٹ ہوں وہ ڈرتا ہے کہ کہیں اس پر صدقہ لازم نہ ہوجائے پس وہ زکوٰۃ سے فرار اور حیلہ کرتے ہوئے ایک دن پہلے اس کی مثل اونٹوں سے بیچ دیتا ہے یا بکری یا گائے یا دراہم کے عوض بیچ دیتا ہے تو اب اس پر کوئی شئے لازم نہیں، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر مالک نے اپنے اونٹ کی زکوٰۃ سال گزرنے سے ایک دن یا سال پہلے زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوجائیگی۔ (ت)

پھر کہا:

وقال بعض الناس اذا بلغت الابل عشرین

بعض لوگوں نے کہا جب اونٹ بیس[20] ہوجائیں تو اس

---

[1] و [2] صحیح البخاری کتاب الحیل باب فی الزکوٰۃ والا یفرق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۲۹

ففیھا اربع شیاہ فان وھبھا قبل الحول او باعھا فرارا او احتیالا لاسقاط الزکوۃ فلا شئ علیہ وکذلک ان اتلفھا فمات فلا شئ فی مالہ۔[1]

میں چار بکریاں لازم ہوں گی، اب اگر اسقاطِ زکوٰۃ کیلئے حیلہ کرتے ہوئے سال گزرنے سے پہلے ان اونٹوں کو ہبہ کردیا تو اب کوئی شئے لازم نہ ہوگی، اسی طرح اگر مالک نے ہلاک کردیا اور مالک فوت ہوگیا تو اس کے مال میں کوئی شئی لازم نہ ہوگی۔ (ت)

اس میں نہ اُس حکایت کا کہیں نشان، نہ امام اعظم خواہ امام ابویوسف کا نام، ایک مسئلہ میں بعض علماء کا صرف مذہب نقل کیا ہے کہ کوئی ایسا کرے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

ثانیاً ہمارے کتب مذہب نے اس مسئلہ میں امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی کا اختلاف نقل کیا اور صاف لکھ دیا کہ فتوٰی امام محمد کے قول پر ہے کہ ایسا فعل جائز نہیں۔ تنویر الابصار و درمختار و درر و غرر و جوہرہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاولین (تکرہ الحیلۃ لاسقاط الشفعۃ بعد ثبوتھا وفاقا) کقولہ للشفیع اشترہ منی ذکرہ البزازی (واما الحیلۃ لدفع ثبوتھا ابتداً فعند ابی یوسف لا تکرہ وعند محمد تکرہ، ویفتی بقول ابی یوسف فی الشفعۃ) قیدہ فی السراجیۃ بما اذا کان الجار غیر محتاج الیہ واستحسنہ محشی الاشباہ (وبضدہ) وھو الکراھۃ (فی الزکوٰۃ) والحج و اٰیۃ السجدۃ جوھرۃ۔[2]

پہلی دونوں کتب کی عبارت یہ ہے (ثبوتِ شفعہ کے بعد اسقاط کے لیے حیلہ کرنا بالاتفاق مکروہ ہے) مثلاً شفیع کے لیے یہ کہنا کہ وہ چیز آپ مجھ سے خرید لیں۔ اسے بزازی نے ذکر کیا (لیکن ابتداءً عدمِ ثبوت کے لیے حیلہ کرنا امام ابویوسف کے نزدیک مکروہ نہیں، اور امام محمد کے ہاں مکروہ ہے۔ شفعہ میں امام ابویوسف کے قول پر فتوٰی ہے) سراجیہ میں اس قید کا اضافہ ہے کہ بشرطیکہ پڑوسی اس کا محتاج نہ ہو، محشی اشباہ نے اسے پسند کیا ہے اور زکوٰۃ، حج اور آیتِ سجدہ میں (اس کی ضد) بھی کراہت پر فتوٰی ہے، جوہرہ (ت)

ردالمحتار میں شرح درر البحار سے ہے: ھذا تفصیل حسن[3] (یہ تفصیل خوبصورت ہے۔ ت) غمز العیون

---

[1] صحیح البخاری کتاب الحیل باب فی الزکوٰۃ والا یفرق بین مجتمع الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۲۹

[2] درمختار کتاب الشفعۃ باب ما یبطلھا مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۱۶

[3] ردالمحتار " " مصطفی البابی مصر ۵/ ۱۷۳

میں ہے :

الفتوی علی عدم جواز الحیلۃ لاسقاط الزکوٰۃ وھو قول محمد رحمہ اللہ تعالٰی وھو المعتمد[1]

فتوٰی حیلہ اسقاطِ زکوٰۃ کے عدم جواز پر ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کا قول ہے ، اور اسی پر اعتماد ہے (ت)

مجمع الانہر میں شرح الکنز للعینی سے ہے :

المختار عندی ان لا تکرہ فی الشفعۃ دون الزکوٰۃ[2]

میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ شفعہ میں حیلہ مکروہ نہیں لیکن زکوٰۃ میں مکروہ ہے۔ (ت)

وقایہ واصلاح وایضاح میں ہے :

واللفظ لھذین لایکرہ حیلۃ اسقاط الشفعۃ والزکوٰۃ عند ابی یوسف خلافا لمحمد و یفتی فی الاول بقول الاول وفی الثانی بقول الثانی[3]

ان دونوں کی عبارت یہ ہے : اسقاط شفعہ و زکوٰۃ کے لیے حیلہ امام ابویوسف کے نزدیک مکروہ نہیں لیکن امام محمد کو اس میں اختلاف ہے پہلے (شفعہ) میں پہلے امام (ابویوسف) کے قول پر اور دوسرے (زکوٰۃ) میں دوسرے امام (محمد) کے قول پر فتوٰی ہے۔ (ت)

امام الائمہ سراج الامہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب بھی یہی مذہب امام محمد ہے کہ ایسا فعل ممنوع و بد ہے۔ غمز العیون میں تاتارخانیہ سے ہے :

کان ذلک مکروھا عند الامام و محمد[4]

یہ (حیلہ) امام اعظم اور امام محمد دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ (ت)

تو امام کی طرف وہ نسبت تصویب کہ انھوں نے فرمایا (ابویوسف نے درست فرمایا) خود مذہب امام کے صریح خلاف ہے۔

ثالثاً بلکہ خزانۃ المفتین میں فتاوی کبرٰی سے ہے :

---

[1] غمز عیون البصائر الفن الخامس من الاشباہ والنظائر الخ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۹۲

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل وتبطل الشفعۃ بتسلیم الکل او البعض دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۸۶

[3] شرح الوقایۃ کتاب الشفعۃ باب ما ھی فیہ الخ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۷۰

[4] غمز عیون البصائر الفن الخامس من الاشباہ والنظائر وھو فن الحیل ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۹۲

الحیلۃ فی ابطال الشفعۃ بعد ثبوتھا یکرہ لانہ ابطال لحق واجب و اما قبل الثبوت فلاباس بہ وھو المختار والحیلۃ فی منع وجوب الزکوٰۃ تکرہ بالاجماع[1]

ثبوت کے بعد ابطال شفعہ کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ حق واجب کو باطل کرنا ہے لیکن ثبوت سے پہلے حیلہ میں کوئی حرج نہیں اور یہی مختار ہے اور وجوب زکوٰۃ میں رکاوٹ کے لیے حیلہ کرنا بالاجماع مکروہ ہے۔ (ت)

یہاں سے ثابت کہ ہمارے تمام ائمہ کا اس کے عدمِ جواز پر اجماع ہے، حضرت امام ابو یوسف بھی مکروہ رکھتے ہیں ممنوع و ناجائز جانتے ہیں کہ مطلق کراہت کراہتِ تحریم کے لیے ہے خصوصاً نقلِ اجماع کہ یہاں ہمارے سب ائمہ کا مذہب متحد بتا رہی ہے اور شک نہیں کہ مذہب امام اعظم و امام محمد اس حیلہ کا ناجائز ہونا ہے، غمز العیون کے لفظ سُن چکے کہ صاف عدمِ جواز کی تصریح ہے **اقول** اگر بتظافر نقولِ خلاف بغرض توفیق اس روایت اجماع میں کراہت کو معنی اعم پر حمل کریں،

فربما تجئ کذا کقولھم فی الصلوٰۃ کرہ کذا وکذا و ارادوا بہ المکروھات من القسمین۔

تو کبھی یوں بھی آتا ہے جیسا کہ فقہاء کا نماز کے باب میں کہنا کہ فلاں فلاں چیز مکروہ ہے اور مکروہات کی دونوں قسموں کو مراد لیتے ہیں (ت)

تو حاصل یہ ہوگا کہ اس حیلہ کے مکروہ و ناپسند ہونے پر ہمارے ائمہ کا اجماع ہے، خلاف اس میں ہے کہ امام ابو یوسف مکروہِ تنزیہی فرماتے ہیں اور امام اعظم و امام محمد مکروہِ تحریمی۔ اور فقیر نے بچشم خود امام ابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کی متواتر کتاب مستطاب الخراج میں یہ عبارت شریفہ مطالعہ کی (مطبع میری بولاق مصر صفحہ ۴۵):

قال ابو یوسف رحمہ اللہ لا یحل لرجل یؤمن باللہ والیوم الاٰخر منع الصدقۃ و لا اخراجھا من ملکہ الی ملک جماعۃ غیرہ لیفرقھا بذٰلک فتبطل الصدقۃ عنھا بان یصیر لکل واحد منھم من الابل والبقر والغنم مالا یجب فیہ الصدقۃ و لا یحتال فی ابطال الصدقۃ بوجہ ولا سبب بلغنا عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ

یعنی امام ابو یوسف فرماتے ہیں کسی شخص کو جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ حلال نہیں کہ زکوٰۃ نہ دے یا اپنی ملک سے دوسروں کی ملک میں دے دے جس سے ملک متفرق ہوجائے اور زکوٰۃ لازم نہ آئے کہ اب ہر ایک کے پاس نصاب سے کم ہے اور کسی طرح کسی صورت ابطالِ زکوٰۃ کا حیلہ نہ کرے، ہم کو ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث پہنچی ہے کہ انھوں نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا مسلمان نہیں رہتا، اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی

---

[1] خزانۃ المفتین

انه قال ما مانع الزکوٰۃ بمسلم ومن لم یؤدھا فلا صلوٰۃ لہ[1] نماز مردود ہے۔

فتاوٰی کبرٰی وخزانۃ المفتین کی نقلِ اجماع عبارتِ اطلاق کی تائید کررہی ہے اور اس کا اطلاق اُس اجماع کی امام ابو یوسف نے یہ کتاب مستطاب خلیفہ ہارون کے لیے تصنیف فرمائی ہے جبکہ امام خلافت ہارونی میں قاضی القضاۃ و قاضی الشرق والغرب تھے اُس میں کمال اعلانِ حق کے ساتھ خلیفہ کو وُہ ہدایات فرمائی ہیں جو ایک اعلٰی درجے کے امام ربانی کے شایانِ شان تھیں کہ اللہ کے معاملے میں سُلطان وخلیفہ کسی کا خوف ولحاظ نہ کرے اور خلیفہ رحمہ اللہ تعالٰی نے ان ہدایات کو اسی طرح سنا ہے جو ایک خدا پرست سلطان وامیر المومنین کے لائق ہے کہ نصائح ائمہ وعلماء اگرچہ بظاہر تلخ ہوں گوشِ قبول سے سُنے اور اُن کے حضور فروتنی کرے، یہ زمانہ امام کا آخر زمانہ تھا۔ حاضرین مجلس مبارک سیدنا امام اعظم یا اُس کے بعد کا قریب زمانہ جس میں خلافیاتِ ائمہ ثلثہ منقول ہوئی ہیں اس سے متقدم تھا، تو اس تقدیر پر نقلِ اجماع کو ظاہر سے پھیرنے کی حاجت نہیں، تطبیق یُوں ہوگی کہ امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس قول سے رجوع فرمایا اور اُن کا آخر قول یہی ٹھہرا جو ان کے استاذ اعظم امام الائمہ اور شاگرد اکبر امام محمد کا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، اور ایک امام دین جب ایک قول سے رجوع فرمائے تو اب وہ اس کا قول نہ رہا، نہ اس پر طعن روا، نہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما پر طعن کیا کہ وُہ ابتداء میں جوازِ متعہ کے مدتوں قائل رہے ہیں یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اپنے زمانہ خلافت میں اُن سے فرمایا کہ اپنے ہی اُوپر آزما دیکھئے، اگر متعہ کرو تو میں سنگسار کروں، آخر زمانہ میں اس سے رجوع کیا اور فرمایا: اللہ عزوجل نے زوجہ وکنیز شرعی بس ان دو کو حلال فرمایا ہے فکل فرج سواھما حرام[2] ان دو کے سوا جو فرج ہے حرام ہے، رواہ الترمذی (اسے ترمذی نے روایت کیا۔ ت) زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر طعن کیا جائے کہ وُہ پہلے سُود کی بعض صُورتیں حلال بتاتے تھے یہاں تک اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ زید کو خبر دے دو کہ اگر وہ اس قول سے باز نہ آئے تو انھوں نے جو حج وجہاد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب کیا اللہ تعالٰی اسے باطل فرمادے گا۔[3] رواہ الدارقطنی (اسے دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)

رابعاً یہ حکایت کسی سند مستند سے ثابت نہیں، اور بے سند مذکور ہونا طعن کے لیے کیا نفع دے سکتا ہے،

---

[1] کتاب الخراج باب فی الزیادۃ والنقصان الخ مطبعہ بولاق مصر ص ۸۶

[2] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی نکاح المتعۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۳۴

[3] سنن الدارقطنی کتاب البیوع حدیث ۲۱۱ نشر السنۃ ملتان ۳/ ۵۲

وہ بھی ایسی کتاب میں خصوصًا جس میں تو وہ حدیثیں خود رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ایسی منسوب ہیں جن کی نسبت ائمہ حدیث نے جزم کیا کہ باطل و موضوع و مکذوب ہیں۔

ولکل فن رجال ولکل رجال مجال ویابی اللہ العصمۃ الا لکلامہ وکلام رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ہر فن کے ماہرین ہیں اور تمام ماہرین میں خطا کا امکان ہے، اللہ تعالٰی نے عصمت صرف اپنے کلام اور اپنے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کلام ہی کو عطا فرمائی ہے۔ (ت)

مجتہد کے اجتہاد میں کسی فعل کا جواز آنا اور بات اور خود اس کا مرتکب ہونا اور بات، یہ اساطین دین الٰہی بارہا عوام کے لیے رخصت بتاتے اور خود عزیمت پر عمل کرتے، سیدنا امام اعظم امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ مالک الازمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لا احرم النبیذ الشدید دیانۃ ولا اشربہ مروءۃ۔

میں نبیذ کو دیانۃً حرام نہیں کہتا لیکن مروتًا اسے پیتا نہیں ہوں۔ (ت)

اُن کے شاگرد کے شاگرد محمد بن مقاتل رازی کہتے ہیں:

لو اعطیت الدنیا بحذافیرھا ما شربت المسکر یعنی نبیذ التمر والزبیب ولو اعطیت الدنیا بحذافیرھا ما افتیت بانہ حرام[1]، ذکرہ الامام البخاری فی الخلاصۃ۔

اگر تمام دنیا مجھے دے دی جائے تو میں نشہ آور چیز یعنی تمر اور زبیب کا نبیذ نہ پیوں گا، اور اگر مجھے تمام دنیا عطا کر دی جائے تو میں اس کے حرام ہونے کا فتوٰی نہیں دے سکتا، امام بخاری نے خلاصہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (ت)

خامسًا امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ الشریف احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

فان قیل ھل یجوز لعن یزید لانہ قاتل الحسین او امر بہ قلنا ھذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انہ قتل او امر بہ مالم یثبت فضلا عن اللعنۃ لانہ

اگر سوال کیا جائے کہ کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ وہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قاتل ہے یا اس نے آپ کے قتل کا حکم دیا ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ یہ اصلًا ثابت نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے تو اسے

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الاشربہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/۲۰۵

لا تجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا و قتل ابولؤلؤ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان ذلك ثبت متواترا فلا یجوز ان یرمی مسلم بفسق وکفر من غیر تحقیق[1]

قاتل یا اس کا آمر نہ کہا جائے چہ جائیکہ اس پر لعنت کی جائے کیونکہ بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف کبیرہ گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابن ملجم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابولؤلؤ نے شہید کیا کیونکہ یہ تواتر سے ثابت ہے تو بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف فسق یا کفر کی نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں۔

اقول یہ فعل کہ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے حکایت کیا جاتا ہے آیا خطاء اجتہادی ہے یا اس کی قابلیت نہیں رکھتا بلکہ معاذ اللہ عمداً فریضۃ اللہ سے معاندت ہے، برتقدیر اول اس سے طعن کے کیا معنی مجتہد اپنی خطا پر ثواب پاتا ہے اگرچہ صواب کا ثواب دونا ہے، اور اگر عیاذاً باللہ شق ثانی فرض کی جائے تو فرض خود سے معاندت قطعاً کبیرہ ہے خصوصاً وہ بھی برسبیلِ عادت جو (کر دیا کرتے تھے) کا مفاد ہے خصوصاً اس زعم کے ساتھ کہ آخرت میں اس کا ضرر ہر گناہ سے زائد ہے تو معاذ اللہ اکبر الکبائر ہوا پھر کیونکر حلال ہوگیا کہ ایسے سخت کبیرہ شدید نہ کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر کو ایک مسلمان نہ صرف مسلمان بلکہ امام المسلمین کی طرف بلا تواتر نہ فقط بے تواتر بلکہ محض بلا سند صرف حُکِیَ کی بنا پر نسبت کر دیا جائے۔ سبحان اللہ! یزید پلید کی طرف تو یہ نسبت ناجائز و حرام ہو کہ اس نے امام مظلوم سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا اس لیے کہ اس کا حکم دینا اس خبیث سے متواتر نہیں اور سیدنا امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایسی شدید عظیم بات نسبت کرنا حلال ٹھہرے حالانکہ تواتر چھوڑ اصلاً کوئی ٹوٹی پھوٹی سند بھی نہیں۔

فقد تمت الحجة بالحجة علی الحجة و طهر به ذیل امام المحجة و لله الحجة البالغة و لکل جواد کبوة و لکل صارم نبوة و لکل عالم هفوة و لقد صدق امام دار الهجرة عالم المدینة سیدنا الامام مالك بن انس رحمة الله تعالیٰ اذ یقول کل ماخوذ من قوله و مردود علیه الا صاحب هذا القبر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الا

اب حجت پر حجت کے ساتھ حجت تمام ہوگئی اور امام المحجۃ کا دامن پاک ہوگیا اور کامل حجت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے، ہر شہسوار کو گرنا اور ہر تلوار کُند ہونا ہے اور ہر عالم کو لغزش کا سامنا ہے ——— امام دار الہجرت عالم مدینہ سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا کہ ہر ایک کا قول ماخوذ بھی ہوسکتا ہے اور مردود بھی ماسوائے اس قبر کے مکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ———

---

[1] احیاء العلوم الافۃ الثامۃ اللعن مکتبہ ومطبعۃ المشہد الحسینی القاہرۃ ۳/۱۲۵

ان الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ھفوات بدرت مھما ندرت یبتغون الفتنۃ فی الدین وایذاء قلوب المسلمین واللہ المستعان علی الطاغین والمردۃ الباغین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بلاشبہ وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان ہفوات کی اتباع کرتے ہیں جیسے بھی وہ ظاہر ہوں اور اس سے دین میں فتنہ برپا کر کے مسلمانوں کے دلوں کو ایذا دیتے ہیں، ان سرکشوں اور مردود باغیوں کے خلاف اللہ تعالٰی مدد فرمانے والا ہے۔ (ت)

سادساً مجرد استقباح واستبعاد بے دلیل شرعی مسموع نہیں، نہ احکامِ زہاد احکامِ شرع پر حاکم، نماز میں قلتِ خشوع کو اہلِ سلوک کیا کیا سخت وشنیع مذمتیں نہیں کرتے، ایسی نماز کو باطل ومہمل وفاسد ومختل سمجھتے ہیں۔ اور فقہاء کا اجماع ہے کہ خشوع نہ رکنِ نماز ہے نہ فرض نہ شرط، مانحن فیہ کا محلِ اجتہاد نہ ہونا مخالف نے نہ بتایا نہ قیامت تک بتا سکتا ہے، پھر اجتہادِ مجتہد پر طعن کیا معنی رکھتا، فعل اگر بفرضِ غلط ایک آدھ بار وقوع بسندِ معتمد ثابت بھی ہوجائے تو کرنے اور کیا کرنے میں زمین آسمان کا بل ہے، نہ کان یفعل تکرار میں نص، کما بیناہ فی التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل (جیسا کہ ہم نے اس بات کو اپنے رسالہ التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل میں بیان کیا ہے۔ ت) واقعہ حال محتمل صد احتمال ہوتا ہے عروض ضرورت یا امر اہم یا کچھ نہ سہی تو بیانِ جواز ہی کہ فعلاً قولاً سے اکمل واتم اور (یہ اُن کی فقہ سے ہے) تصویب نہیں، اس کے معنی اس قدر کہ یہ اُن کا اجتہاد ہے جس کا حاصل صرف منع طعن ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد پر ملام نہیں، جس طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے عکرمہ کو جب اُنھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شکایت کی کہ وتر کی ایک رکعت پڑھی، جواب دیا دعہ فانہ فقیہ[1] انھیں کچھ نہ کہہ کہ وہ مجتہد ہیں رواہ البخاری (اسے بخاری نے روایت کیا۔ ت) ہاں دربارۂ تصویب وتصدیق یہ حکایت کتب میں منقول ہے کہ امام زین الملۃ والدین ابوبکر خواب میں زیارتِ اقدسِ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کسی شافعی المذہب نے امام ابویوسف کا یہ قول حضور کے سامنے عرض کیا، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ابویوسف کی تجویز حق ہے، یا فرمایا درست ہے۔ شرح نقایہ میں ہے:

وقد ایدہ ماصح عندنا ان افضل العلماء فی زمانہ واکمل العرفاء فی اوانہ زین الملۃ والدین ابوبکر

اس کی تائید وہ واقعہ کرتا ہے جو ہمارے نزدیک صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اپنے وقت کے افضل العلماء، اکمل العرفاء، زین الملت والدین

---

[1] صحیح بخاری باب ذکر معاویہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۱

ف: بخاری کے مقام مذکور پر دو حدیثیں منقول ہیں ایک کے الفاظ یہ ہیں دعہ فانہ صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری کے الفاظ یوں قال اصاب انہ فقیہ۔ اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ نے دونوں حدیثوں کا اختصار نقل کیا ہے۔ نذیر احمد

التأبادی قد رای فی المنام ان شافعی المذھب قال فی مجلس النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ابا یوسف جوز حیلۃ فی اسقاط الزکوٰۃ فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ما جوزہ ابو یوسف حق او صدق۔[1]

ابوبکر التأبادی نے خواب میں دیکھا کہ شافعی المذہب شخص نے مجلسِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عرض کیا کہ ابو یوسف نے اسقاطِ زکوٰۃ میں حیلہ کو جائز رکھا ہے تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ابو یوسف نے جو تجویز کیا ہے وہ حق ہے یا درست ہے (ت)

سابعًا بعد وجوب منع کا حیلہ بالاجماع حرام قطعی ہے، یہاں کلام منعِ وجوب میں ہے یعنی وہ تدبیر کرنی کہ ابتداءً زکوٰۃ واجب ہی نہ ہو۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں اس میں کون سے حکم کی نافرمانی ہوئی، اللہ عزوجل نے سال تمام ہونے پر زکوٰۃ فرض کی جو بعد وجوب ادا نہ کرے بالاجماع عاصی ہے، یہ کہاں فرض کیا ہے کہ اپنے مال پر سال گزر بھی جانے دو، جس طرح یہ فرض فرمایا ہے کہ جو زاد و راحلہ و قدرت رکھتا ہو حج کرے یہ کب فرض کیا ہے کہ زاد و راحلہ و استطاعت کے قابل مال جمع بھی کرو، یونہی ہرگز واجب کیا مستحب بھی نہیں کہ قدر نصاب مال جوڑ کر سال بھر رکھ چھوڑو تاکہ زکوٰۃ واجب ہو، ائمۂ دین کو تعلیم غل کی طرف منسوب کرنا بدگمانی ہے جو عوام مسلمین پر بھی جائز نہیں، اور حق یہ ہے کہ امامِ ممدوح کا یہ قول بھی اس لیے نہیں کہ لوگ اسے دستاویز بنا کر زکوٰۃ سے بچیں، بلکہ وہ وقتِ ضرورت وحاجت پر محمول ہے، مثلاً کسی پر حج فرض ہوگیا تھا، مال چوری ہوگیا، مصارفِ حج و نفقۂ عیالی کے لیے ہزار درم کی ضرورت ہے اس سے کم میں نہ ہوگا محنت و کوشش سے جمع کیے، آج قافلہ جانے کو ہے کل سالِ زکوٰۃ تمام ہوگا، اگر پچیس درہم نکل جائیں گے مصارف میں کمی پڑے گی، یہ ایسا حیلہ کرے کہ حج فرض سے محروم نہ رہے، یا کوئی شخص اپنے حال کو جانتا ہے کہ زکوٰۃ اس سے ہرگز ہرگز قطعًا نہ دی جائے گی، اس کا نفس ایسا غالب ہے کہ کسی طرح اس فرض کی ادا پر اصلًا قدرت نہ دے گا یہ اس خیال سے ایسا کرے کہ بعد فرضیت ترک ادا و ارتکابِ گناہ سے بچوں تو از قبیل من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما (جو شخص دو مشکلات میں گھر جائے ان میں سے آسان کو اختیار کرے۔ ت) ہوگا۔ سراجیہ میں ہے:

اذا اراد ان یحتال لامتناع وجوب الزکوٰۃ لما انہ خاف ان لا یؤدی فیقع فی المأثم فالسبیل ان یھب النصاب قبل تمام الحول من یثق بہ

جب کوئی امتناعِ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے حیلہ کرتا ہے کہ وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو گناہگار ہوگا، تو اس کے لیے راستہ یہ ہے کہ سال گزرنے سے پہلے نصاب کسی با اعتماد آدمی کے

---

[1] شرح نقایہ

ویسلمہ الیہ ثم یستوھبہ[1]۔ حوالے کردے پھر اس سے بطور ہبہ واپس لے۔ (ت)

دیکھو تصریح ہے کہ یہ حیلہ گناہ سے بچنے کے لیے، نہ کہ معاذ اللہ گناہ میں پڑنے کے واسطے۔ حیل شرعیہ کا جواز خود قرآن عظیم واحادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے، ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی تھی کہ اپنی زوجہ مقدسہ کو سو کوڑے ماریں گے، رب العزت عزجلالہ نے فرمایا:

وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث[2]۔ یعنی سو تنکوں کی ایک جھاڑو بنا کر اس سے ایک دفعہ مارلو اور قسم جھوٹی نہ کرو۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک کمزور شخص پر حد لگانے میں اسی حیلہ جمیلہ پر عمل فرمایا، ارشاد ہوا:

خذوا لہ عثکالا فیہ مائۃ شمراخ ثم اضربوہ بہ ضربۃ واحدۃ[3]۔ رواہ احمد وابن ماجۃ وابوداؤد وبمعناہ البغوی فی شرح السنۃ الاولان عن ابی امامۃ بن سہل عن سعید بن سعد بن عبادۃ والثالث عن ابی امامۃ بن سہل عن بعض الصحابۃ من الانصار والرابع عن سعید بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم برجل[4] الحدیث ھذا حدیث حسن الاسناد ورواہ الرویانی فی مسندہ فقال حدثنا محمد بن المثنی نا عثمن بن عمر نا فلیح عن سہل بن سعد ان ولیدۃ فی عہد رسول اللہ

شاخہائے خرما کا ایک گچھا لے کر جس میں سو شاخیں ہوں اس سے ایک بار مار دو (اسے امام احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد نے اور معناً بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا ہے، پہلے دونوں محدثین نے حضرت ابوامامہ بن سہل اور انھوں نے سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اور تیسرے نے حضرت ابوامامہ بن سہل سے انھوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے، اور چوتھے نے حضرت سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص کو لایا گیا، الحدیث، اس حدیث کی سند حسن ہے اور اسے رویانی نے اپنی مسند میں یوں روایت کیا کہ ہمیں محمد بن مثنی نے انھیں

---

[1] فتاوی سراجیہ کتاب الحیل والخوارج والخوارج منشی نولکشور لکھنؤ ص ۱۵۴

[2] القرآن ۳۸/ ۴۴

[3] مسند امام احمد بن حنبل حدیث سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۵/ ۲۲۲

[4] شرح السنۃ باب حد المریض حدیث ۲۵۹۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱۰/ ۳۰۳

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حملت من الزنا، فسئلت من اجلك؟ فقالت اجلني المقعد فسئل عن ذٰلك فاعترف فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انه لضعیف عن الجلد فاضربوہ بمائة عثکول فضربه بها ضربة واحدة[1] اھ ھٰکذا وقع فیما رأیت انما المعروف ابن سھل سعید بن سعد وفی اخری لابن ماجة عن ابن سھل عن سعد بن عبادة۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

عثمان بن عمر نے انھیں فلیح نے حضرت سہل بن سعد سے بیان کیا کہ ایک لڑکی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں زنا سے حاملہ ہوگئی، پوچھا گیا یہ حمل کس کا ہے؟ اس نے کہا یہ اس لولے کا ہے، پوچھا گیا تو اس نے اعتراف کرلیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ کمزور ہے سو کوڑوں کی سزا نہیں جھیل سکتا، لہذا آپ نے سو شاخوں والے خرما کی شاخ سے اسے ایک ضرب لگوائی اھ دیکھا تو میں نے یہی ہے مگر معروف ابن سہل سعید بن سعد ہیں، اور ابن ماجہ کی دوسری روایت میں ابن سہل نے حضرت سعد بن عبادہ سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالٰی ہی بہتر جانتا ہے (ت)

خود صحیح بخاری شریف بلکہ صحیحین میں حضرت ابوسعید و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر پر عامل بنا کر بھیجا، وہ عمدہ خرمے وہاں سے لائے، فرمایا: کیا خیبر کے سب خرمے ایسے ہی ہیں؟ عرض کی، نہیں یارسول اللہ! واللہ کہ ہم چھ سیر خرموں کے بدلے یہ خرمے تین سیر، اور نو سیر دے کر اس کے چھ سیر خریدتے ہیں۔ فرمایا:

لاتفعل بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم جنیبا۔[2]

ایسا نہ کرو بلکہ ناقص یا کچیلی خرمے پہلے روپوں کے عوض بیچو پھر ان روپوں سے یہ عمدہ خرمے خریدو۔

اور ہر موزوں کے بارے میں یہی حکم فرمایا، نیز صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ برنی چھوہارے کہ عمدہ قسم ہیں خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر لائے، فرمایا: یہ کہاں سے آئے ہیں؟ عرض کی: ہمارے پاس ناقص چھوہارے تھے اُن کے چھ سیر دے کر یہ تین سیر لیے، فرمایا:

اوّہ عین الربا لاتفعل ذٰلك ولكن

اُف خاص سُود ہے ایسا نہ کرو، ہاں جب بدلنا

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۱۳۵۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/۴۲۶

[2] صحیح البخاری کتاب البیوع باب اذا اراد بیع تمر بتمر خیر منہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۹۳

اذا اردت ان تشتری فبع التمر ببیع آخر ثم اشتر بہ[1]

چاہو تو اپنے چھوہارے اور چیز سے پہلے بیچ کر پھر اس سے اچھے چھوہارے مول لے لو۔

یہ شرعی حیلے نہیں تو اور کیا ہیں، باب حیل واسع ہے، اگر کلام کو وسعت دی جائے تطویل لازم آئے۔ اہلِ انصاف کو اسی قدر بس ہے، پھر جب اللہ و رسول اجازت دیں تعلیمیں فرمائیں تو ابو یوسف پر کیا الزام آسکتا ہے، ہاں ہمارے امام اعظم و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہم نے یہ خیال فرمایا کہ کہیں اس کی تجویز عوام کے لیے مقصد شنیع کا دروازہ کھولے لہذا ممانعت فرمادی، اور ائمہ فتوٰی نے اسی منع ہی پر فتوٰی دیا، امام بخاری بھی اگر امام محمد کا ساتھ دیں اور یہ قول امام ابی یوسف پسند نہ کریں تو امام ابی یوسف کی شانِ جلیل کو کیا نقصان، وہ کون سا مجتہد ہے جس کے بعض اقوال دوسروں کو مرضی نہ ہوئے، یہ رد و قبول تو زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بلا نکیر رائج و معمول ہے، نہ بخاری کے اقوال مذکورہ میں کوئی کلمہ سخت نفرت کا ہے اُن سے صرف اتنا نکلتا ہے کہ یہ قول انھیں مختار نہیں، اور ہو بھی تو ان کی نفرت امام مجتہد کو کیا ضرر دے سکتی ہے، خصوصًا ائمہ حنفیہ لاسیما امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ و عنہم کہ امام بخاری کے امام و متبوع سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کی نسبت شہادت دیتے ہیں کہ تمام مجتہدین امام ابو حنیفہ کے بال بچے ہیں حفظِ حدیث و نقدِ رجال و تنقیحِ صحت و ضعفِ روایات میں امام بخاری کا اپنے زمانے میں پایۂ رفیع والا صاحبِ رتبۂ بالا، مقبولِ معاصرین و مقتدائے متاخرین ہونا مسلّم۔ کتبِ حدیث میں ان کی کتاب بیشک نہایت چیدہ و انتخاب جس کے تعالیق و متابعات و شواہد کو چھوڑ کر اصولِ مسانید پر نظر کیجئے تو ان میں گنجائش کلام تقریبًا شاید ایسی ہی ملے جیسے مسائل ثانیہ امام اعظم میں، اور یہ بھی بحمداللہ حنفیہ و شاگردانِ ابو حنیفہ و شاگردانِ شاگردِ ابو حنیفہ مثل امام عبداللہ بن المبارک و امام یحیٰی بن سعید قطان و امام فضیل بن عیاض و امام مستعر بن کرام و امام وکیع الجراح و امام لیث بن سعد و امام معلی بن منصور رازی و امام یحیٰی بن معین وغیرہم ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا فیض تھا کہ امام بخاری نے اُن کے شاگردوں سے علم حاصل کیا اور اُن کے قدم پر قدم رکھا اور خود امام بخاری کے استاذ اجل امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں، وہ امام محمد کے، وہ امام ابو یوسف کے، وہ امام ابو حنیفہ کے، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، مگر یہ کار اہم ایسا نہ تھا کہ امام بخاری اس میں ہمہ تن مستغرق ہو کر دوسرے کار اجل و اعظم یعنی فقاہت و اجتہاد کی بھی فرصت پاتے، اللہ عزوجل نے انھیں خدمت الفاظ کریمہ کے لیے بنایا تھا خدمتِ معانی ائمہ مجتہدین خصوصًا امام الائمہ ابو حنیفہ کا حصہ تھا۔ محدث و مجتہد کی نسبت عطار و طبیب کی مثل ہے، عطار دواشناس ہے اُس کی دکان عمدہ عمدہ دواؤں سے مالا مال ہے مگر تشخیصِ مرض و معرفتِ علاج و طریقِ استعمال طبیب کا کام ہے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الوکالت باب اذا باع الوکیل شیئا فاسدًا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۰

عطار کامل اگر طبیب حاذق کے مدارکِ عالیہ تک نہ پہنچے معذور ہے خصوصاً ملک اطبائے حذاق امام ائمہ آفاق جو ثریا سے علم لے آیا جس کی دقتِ مقاصد کو اکابر ائمہ نے نہ پایا، بھلا امام بخاری تو نہ تابعین سے ہیں نہ تبع تابعین سے، امام اعظم کے پانچویں درجے میں جا کر شاگرد ہیں، خود حضرت امام اجل سلیمان اعمش کہ اجلۂ تابعین و امام ائمۂ محدثین سے ہیں حضرت سیدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادمِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاد، ان سے کچھ مسائل کسی نے پوچھے اس وقت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف فرما تھے امام اعمش نے ہمارے امام سے فتویٰ لیا، ہمارے امام نے سب مسائل کا فوراً جواب دیا، اعمش نے کہا یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کیے؟ فرمایا ان حدیثوں سے جو میں نے خود آپ سے سُنیں اور وُہ احادیث مع اسانید پڑھ کر بتا دیں، امام اعمش نے کہا:

حسبك ما حدثتك به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة، ما علمت انك تعمل بهذه الاحادیث یا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت ایها الرجل بکلا الطرفین[1]۔

یعنی بس کیجئے میں نے جو حدیثیں سو دن میں بیان کیں آپ نے گھڑی بھر میں مجھے سنا دیں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ احادیث میں یہ کام کرتے ہیں اے مجتہدا تم طبیب ہو اور ہم محدثین عطار۔ اور اے ابوحنیفہ! تم نے دونوں کنارے گھیر لیے۔

یہ روایت امام ابن حجر مکی شافعی وغیرہ ائمۂ شافعیہ وغیرہم نے اپنی تصانیف خیرات الحسان وغیرہا میں بیان فرمائی، یہ تو یہ خود ان سے بدرجہا اجل و اعظم ان کے استاذ اکرم و اقدم امام عامر شعبی جنھوں نے پانسو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا حضرت امیر المومنین مولیٰ علی و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و ابوہریرہ و انس بن مالک و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عمرو و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن زبیر و عمران بن حصین و جریر بن عبداللہ و مغیرہ بن شعبہ و عدی بن حاتم و امام حسن و امام حسین وغیرہم بکثرت اصحابِ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ جن کا پایۂ رفیع حدیث میں ایسا تھا کہ فرماتے ہیں بتیس سال گزرے ہیں کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہیں پہنچی جس کا علم مجھے اس محدث سے زائد نہ ہو۔ ایسے مقام والا مقام با آں جلالتِ شان فرماتے ہیں:

انا لسنا بالفقهاء ولکنا سمعنا الحدیث فرویناه للفقهاء من اذا

ہم لوگ فقیہ و مجتہد نہیں ہم نے تو حدیثیں سُن کر فقیہوں کے آگے روایت کر دی ہیں جو ان پر مطلع ہو کر

---

[1] الخیرات الحسان الفصل الثلاثون فی سندہ فی الحدیث، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۴

علم عمل[1] نقلہ الزرین فی تذکرۃ الحفاظ۔ کا رروائی کرینگے۔ (اسے شیخ زین نے تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے۔ ت)

کاش امامِ اجل سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الباری اگر فرصت پاتے اور زیادہ نہیں دس بارہ ہی برس امام حفص کبیر بخاری وغیرہ ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالٰی سے فقہ حاصل فرماتے تو امام ابوحنیفہ کے اقوال شریفہ کی جلالتِ شان و عظمتِ مکان سے آگاہ ہوجاتے، امام ابوجعفر طحاوی حنفی کی طرح ائمہ محدثین وائمہ فقہاء دونوں کے شمار میں یکساں آتے، مگر تقسیم ازل جو حصے دے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند

(جس کو کسی کام کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے اس کام کی محبت اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں)

اور انصافاً یہ تمنا بھی عبث ہے، امام بخاری ایسے ہوتے تو امام بخاری ہی نہ ہوتے، ان ظاہر بینوں کے یہاں وہ بھی ائمہ حنفیہ کی طرح معتوب ومعیوب قرار پاتے فالی اللہ المشتکی وعلیہ التکلان (اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں ہی درخواست ہے اور اسی پر بھروسا ہے۔ ت)

بالجملہ ہم اہلِ حق کے نزدیک حضرت امام بخاری کو حضور پُرنور امام اعظم سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حضور پُرنور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا ومولٰنا علی المرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی سے کہ فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدست حیدر کرار، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کارِ فجار، جو معاویہ کی حمایت میں عیاذاً باللہ اسد اللہ کے سبقت واولیت وعظمت واکملیت سے آنکھ پھیرلے وہ ناصبی یزیدی، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت ونسبت بارگاہِ حضرت رسالت بھلادے وہ شیعی زیدی، یہی روشِ آداب بحمداللہ تعالٰی ہم اہلِ توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے، یہی نسبت ہمارے نزدیک امام ابن الجوزی کو حضور سیدنا غوثِ اعظم اور مولانا علی قاری کو حضرت خاتم ولایتِ محمدیہ شیخ اکبر سے ہے، نہ ہم بخاری وابن جوزی وعلی قاری کے اعتراضوں سے شان رفیع امام اعظم وغوثِ اعظم وشیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم پر کچھ اثر سمجھیں نہ ان حضرات سے کہ بوجہ خطا فی الفہم معترض ہوئے الجھیں، ہم جانتے ہیں کہ ان کا منشاءِ اعتراض بھی نفسانیت نہ تھا بلکہ اُن اکابر محبوبانِ خدا کے مدارک عالیہ تک درس اور اک نہ پہنچنا لاجرم اعتراض باطل اور معترض معذور، اور معترض علیہم کی شان ارفع واقدس، والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ترجمہ ۷۷ الشعبی علامۃ التابعین دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱/۷۹

محمد واٰلہٖ وصحبہٖ واولیائہٖ وعلمائہٖ واھلہٖ وحزبہٖ اجمعین، اٰمین ، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فروغِ اہلسنّت کیلئے امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنّفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپکے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)


دار العلوم قادریہ صابریہ برکات رضا

DARUL ULOOM
QADRIA SABRIA BARKAAT-E-RAZA
Peeraan-e-Kalyar Sharif, Post Roorkee - 247667 Dist. Hairdwar, Uttrakhand, (INDIA)
Tel. : (01332) 276394 • Cell : 098970 78604
Website : darululoomkalyar.com • E-mail : darululoom@darululoomkalyar.com

Scanned with OKEN Scanner